شری مُلیانی اندراوتی
مینجنگ ڈائریکٹر، عالمی بینک
پاکستان۔ ۱۴ اگست ۲۰۱۵ء

پاکستان کی ترقیاتی صلاحیتوں کو کس طرح بروئے کار لایا جائے

اسلام علیکم

خواتین و حضرات، طلباء اور اہل علم، آج آپ کے درمیان موجودگی میرے لئے باعث مسرت ہے۔ گو یہ میرا پہلا دورہ پاکستان نہیں، مگر اساتذہ اور طلباء سے مخاطب ہونے کا پہلا موقع ضرور ہے۔ میں نہ صرف اپنے خیالات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں بلکہ آپ کے خیالات بھی جاننا چاہتی ہوں، خصوصاً جب کہ آپ اب سے کچھ دو ہفتہ بعد ۶۹ واں یوم آزادی منانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

اکثر پاکستان کو مواقع اور امکانات کے بجائے محض ان دشواریوں کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے جو اسے درپیش ہیں۔ آج میں ان دونوں عوامل کا جائزہ لینا چاہتی ہوں لہذا میرا سوال آپ کے لئے نہایت سادہ ہے۔ پاکستان کی صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لانے کیلیئے کیا کیا جائے؟

امید ہے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ پاکستان بہت بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتا ہے اور اسے کرنا بھی چاہئے۔

گزشتہ دو دہائیوں میں پاکستان کی شرح نمو بھارت اور چین کے مقابلے میں نصف رہی ہے۔ اگر موجودہ رجحان جاری رہا تو ۲۰۵۰ء تک بھارت کی معیشت پاکستان سے ۴۰ گنا اور چین کی ۱۰۰ گنا ہوگی۔

پاکستان کے پاس ایسے متعدد اثاثے ہیں کہ جن کا بہتر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آبی وسائل اور دریاؤں کی استعداد سے لیکر اس کے ساحل، شہر، قدرتی وسائل بشمول معدنیات، پاکستان کا بڑھتا ہوا درمیانہ طبقہ اندازاً ۴ کروڑ افراد، تبدیلی کا ایک طاقتور موجب ہوسکتا ہے مگر اس کے لئے بہتر خدمات اور مواقع تک رسائی درکار ہے۔ یہ عوامل شرح نمو میں اضافہ اور ملازمتوں کی تخلیق میں بھی کلیدی کردار ادا کریں گے۔ غیر رسمی معیشت بھی کافی توانا ہے۔ پاکستان نے کبیری معیشت کے استحکام کی جانب نہایت اہم پیشرفت کی ہے جو کہ مزید معاشی ترقی کی اولین شرائط میں شامل ہے۔ حکومت اس سلسلے میں تحسین کی مستحق ہے۔

گزشتہ برس غیر ممالک میں رہنے اور کام کرنے والے پاکستانیوں نے ۱۸ ارب ڈالر کا زرمبادلہ اپنے اہل خاندان کے لئے پاکستان ترسیل کیا۔ یہ رقم مجموعی ملکی پیداوار کے 6.5 فیصد کے برابر اور برآمدات کے بعد غیر ملکی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہ تمام عوامل پاکستان کی معاشی استحکام میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

پاکستان پہلی مرتبہ ایک منتخب حکومت سے دوسری منتخب حکومت کو اقتدار کی پر امن منتقلی پر بھی بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ یہ ملک میں جمہوری اقدار کی مضبوطی کی حوصلہ افزا نشانی ہے۔ انڈونیشیا کی شہری ہونے کی حیثیت سے، جو کہ ایک زمانے میں آمریت کے دور سے گزرا، میں جانتی ہوں کہ پر امن انتقال اقتدار ایک نہایت اہم کامیابی ہے۔
پاکستان کے عوام نے انتہا پسند حملوں، ۲۰۰۵ء کے زلزلے جیسی قدرتی آفات، پے درپے سیلابوں اور شدید موسمی حالات کا سامنا نہایت ثابت قدمی سے کیا۔

مگر میں دو نہایت صاف دکھائی دینے والی اور فوری نوعیت کی مشکلات پر توجہ مرکوز کرنا چاہتی ہوں۔ یعنی اپنی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کے لئے پاکستان کو اپنے انسانی وسائل اور خطے اور دنیا میں اپنی جغرافیائی حیثیت کے بہتر استعمال کی ضرورت ہے۔

پاکستان کو اس امر کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ پاکستانی عوام معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں اور ان کے ثمرات سے مستفید ہوں۔ اس سلسلے میں پاکستان کو علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر مزید ارتباط کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد میں کامیابی میں پاکستان کو جرات مندانہ اقدام کی ضرورت ہے۔

آبادی کا معاملہ

سب سے پہلے مجھے پاکستان کے سب سے اہم اثاثے یعنی اس کے عوام کی بابت بات کرنی ہے۔

آبادی میں نہایت تیزی سے اضافہ کے باعث پاکستان اس وقت کرہ ارض کا آبادی کے لحاظ سے چھٹا بڑا ملک ہے اور اس کی آبادی کا نصف ۲۴ برس سے کم عمر کا ہے۔ موجودہ شرح سے ۲۰۵۰ء تک پاکستان کی آبادی ۳۰ کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہو گی۔
آبادی کی اس بڑھتی ہوئی شرح کے نتیجہ میں ۱۵ لاکھ نوجوان ہر سال کام کرنے کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ کیا نجی شعبہ انہیں وہ ملازمتیں فراہم کر سکے گا جن کی انہیں خواہش اور ضرورت ہے، اور کیا پاکستان کے جوان ان ملازمتوں کے لئے تربیت یافتہ ہونگے؟

پاکستان کو تعلیم کے میدان میں بہت بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں پرائمری سکولوں میں داخلے کی شرح ۲۰۰۹ء سے ۵۷ فیصد پر منجمد ہے جو کہ خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔
مڈل سکول پہنچنے تک داخلوں کی شرح نصف رہ جاتی ہے۔ اور لڑکیوں اور غریب خاندانوں کے بچوں کے لئے یہ شرح اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہ تعلیمی عمارت کھڑی کرنے کے لئے کوئی بہت مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ لہذا یہ کوئی حیران کُن بات نہیں کہ پاکستان کو اپنے تمام شہریوں کو ان مواقع کی فراہمی میں دشواریوں کا سامنا ہے۔ جس سے وہ اپنی زندگیوں کو بہتر بنا سکیں۔ محض ۲۹ فیصد خواتین کسی پیشہ سے منسلک ہیں، جو کہ اکثر ترقی پذیر ممالک کی ۵۰ سے ۸۰ فیصد شرح سے

بہت کم ہے۔

پاکستانی خواتین اور لڑکیاں یقیناً اس سے بہتر مواقع کی مستحق ہیں۔ ہماری تحقیق بتاتی ہے کہ ناخواندہ یا کم تعلیم یافتہ لڑکیوں میں کم عمری کی شادی، گھریلو تشدد اور غربت، خاندانی اخراجات اور خود ان کی اپنی صحت سے متعلق امور میں عمل دخل بہتر تعلیم یافتہ لڑکیوں کے مقابلے میں بہت کم ہوتا ہے۔ یہ نا صرف خود ان کے لئے بلکہ ان کے بچوں، معاشرے اور ملکی معیشت کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

آپ کسی ایسے ملک میں ترقی و خوشحالی کی توقع نہیں کر سکتے جہاں آبادی کے نصف حصہ کے لئے گھر سے باہر کام کرنا دشوار ہو۔ صنف اور ترقی کے موضوع پر ہماری تصنیف، ورلڈ ڈویلپمنٹ رپورٹ ثابت کرتی ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں، اور مردوں اور خواتین میں صنفی تفاوت ختم کرنا دانشمندانہ معاشی اقدام میں شامل ہے۔ بہتر صنفی مساوات، زیادہ پیداوار، آنے والی نسلوں کے لئے بہتر ترقیاتی نتائج اور زیادہ نمائندہ اداروں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے.

پاکستان نے خواتین کی خود مختاری کے سلسلے میں پیش رفت کی ہے۔ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، جو کہ عالمی بینک کے تعاون سے جاری ہے اور جس کا جائزہ لینے کا مجھے کل موقع ملا، کے تحت لاکھوں خواتین کو قومی شناختی کارڈ جاری کئے گئے اور انہیں براہ راست رقوم کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے گھر میں پیسے خرچ کرنے کے فیصلوں میں ان کی استعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

آبادی میں اضافے کی روک تھام کے ساتھ ساتھ مواقع میں اضافہ ایک اہم معاشی کردار ادا کر سکتا ہے۔ چھ افراد پر مشتمل خاندان جہاں صرف ایک کمانے والا ہو، اگر چار افراد پر مشتمل خاندان میں تبدیل ہو جائے جہاں دو کمانے والے ہوں، تو فی کس آمدن تین گنا بڑھ سکتی ہے۔ اس طرح جوان آبادی زیادہ بچت اور سرمایہ کاری کر سکتی ہے، جو کہ پیداوار میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

دیگر ممالک میں تبدیلی کا یہ عمل رونما ہو چکا ہے۔ میرے ملک انڈونیشیا کو ہی لیجئے۔ دنیا کی سب سے بڑی اکثریتی مسلمان جمہوری مملکت، خود میرا خاندان اس سلسلے میں ایک مثال ہے۔ میں خود دس بہن بھائیوں میں ساتویں نمبر پر ہوں۔۔ جو کہ میرے والدین کی نسل میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں تھی ۔۔ اور مجھے یقین ہے آپ کے والدین کی نسل میں بھی نہیں ہو گی۔ میرے والدین نے اس امر کو یقینی بنایا کہ ان کے تمام بچے، لڑکے اور لڑکیاں اچھی تعلیم حاصل کریں۔ اس کے نتیجے میں ہم سب کے کم بچے ہیں۔ خود میرے تین ہیں، اور اس کی وجہ سے آج ہم متمول ہیں۔ کیوں نہ پاکستان بھر میں اسی طرز عمل کو فروغ دیا جائے؟

ذرا ان فوائد کے بارے میں سوچیئے، اگر زیادہ نوجوان اور زیادہ لڑکیاں بہتر تعلیم یافتہ ہوں، اگر خواتین آزادی سے معیشت کا حصہ بن سکیں، اور اگر خاندان کم بچوں پر مشتمل ہوں اور ان کے پاس بچت اور سرمایہ کاری کی گنجائش زیادہ ہو۔ کئی ممالک نے ترقیاتی عمل کو تیز تر کرنے کی غرض سے اپنی آبادی کے بڑھنے کی شرح کا تعین کیا ہے۔ پاکستان

کے پاس ان ممالک کی صف میں شامل ہونے کا بہترین موقع ہے۔

جغرافیائی معاملہ:

اب مجھے پاکستان کی دوسری بڑی دشواری یا موقع کی جانب توجہ مرکوز کرنے دیجیئے۔

علاقائی ارتباط، تعاون:

میرا ملک انڈونیشیا آسیان (ASEAN) کا حصہ ہے۔ جو کہ خطہ میں امن واستحکام کے لئے وجود میں آیا مگر آج ایک ایسی معاشی معاونت میں تبدیل ہو چکا کہ جو آزاد تجارت، معاشی ترقی اور بین الاقوامی ارتباط و تعاون کا خواہاں ہے۔ ابتدائی ناامیدی پر قابو پا کر آسیان آج دنیا کے سب سے زیادہ امید افزا خِطوں میں سے ایک ہے۔

خوش قسمتی سے پاکستان دنیا کے دو سب سے بڑے اور تیزی سے ترقی کرنے والے ممالک، چین اور بھارت کے درمیان واقع ہے۔ تاہم اس کی ان ممالک سے تجارت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور پاکستان مواقع کھو رہا ہے، جہاں پاکستان کا دنیا کی معیشت میں حصہ پچھلے ۲۰ برسوں میں کم ہوا ہے، وہاں ملائیشیا، میکسیکو اور تھائی لینڈ کا حصہ دوگنا ہوا ہے۔ اور چین کا تین گنا۔

چین۔ پاکستان اقتصادی راہداری پر گفتگو حوصلہ افزا ہے۔ مگر اب اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ اس کی متوازی ترجیح بھارت سے تجارتی تعلقات میں بہتری ہونی چاہئے۔ پاکستان کا محل وقوع یورپ، مشرق وسطیٰ، وسطی ایشیاء، مشرقی ایشیاء اور جنوبی ایشیاء کے اعتبار سے بھی بہت موزوں ہے۔ ترسیلی نظام، ذرائع نقل و حمل اور محصولات میں بہتری کے ذریعے پاکستان ملکی تجارت اور عبوری تجارت میں اِضافہ کر سکتا ہے۔

ہمسایہ ممالک سے تجارتی روابط کا ایک اہم فائدہ توانائی کے شعبہ میں معاونت ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں۔ پاکستان کو توانائی کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ اس معمے کے حل میں وسطی ایشیائی اور پڑوس کے دیگر ممالک سے توانائی کی تجارت ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ پاکستان نے کاسا (CASA1000) بجلی کے ترسیلی نظام کے منصوبہ پر پیش رفت کے ذریعے اس شعبہ میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ منصوبہ اپنی تکمیل پر پاکستان کو افغانستان، تاجکستان اور جمہوریہ کرغستان کے ترسیلی نظام سے منسلک کردے گا۔ ظاہر ہے سرحد پار بجلی کی تجارت کے لئے ملکی سطح پر بہترین کارکردگی کا حامل بجلی کا شعبہ درکار ہے۔ جسے پیداوار میں اضافہ اور لاگت اور نقصانات میں کمی کے لئے بہترین ترغیبات حاصل ہوں۔

مشرقی ایشیاء کی بڑھتی ہوئی خوشحالی کا ایک سبق تو یہ ہے کہ جہاں تجارت اور سرمایہ کاری میں روابط کے اضافہ کے بیش بہا فوائد موجود ہیں وہیں اندرونی ملکی سطح پر مُسابقتی ماحول کو مضبوط بنائے بغیر یہ فوائد غیر مساویانہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ امور پاکستان کی فوری توجہ کے متقاضی ہیں۔ پاکستان اس وقت عالمی بینک کے کاروبار میں آسانی کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ (Doing Business 2015) میں بہت نچلے یعنی ۱۲۸ ویں نمبر پر ہے۔ بہتر کاروباری ماحول، ہُنر کی تربیت، نِت نئی اِختراعات اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال پاکستان کی مسابقتی استعداد کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کریں گی۔

بیرونی سرمایہ کاری کے فروغ اور ایک کم عمر مملکت کی بچتوں کو اعلی سرمایہ کاری میں تبدیل کرنے کیلئے مُمد حالات پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس سلسلے میں بہتر نظم ونسق کی بھی ضرورت ہے۔ اس کا مطلب ہو گا خصوصی مراعاتی نظام کا خاتمہ، ٹیکس کی وصولی کو یقینی بنانا اور بدعنوانی میں کمی لانا۔

بطور ایک سابقہ وزیرِ خزانہ، میں بخوبی جانتی ہُوں کہ اچھے قوانین کی منطق بسا اوقات گھُٹی میں پڑے رویوں اور حقیقی یا خیالی دفاعی خدشات سے متصادم ہوتی ہے۔ اصلاحات کو معاشرے کے طاقتور طبقہ سے مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ انہیں اپنی طاقت اور دولت کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ کامیابی کے لئے مشکل فیصلے اور ثابت قدمی کی ضرورت ہو گی۔

تاہم تبدیلی ممکن ہے۔ پاکستان نے بدعنوانی کے خاتمے اور خدمات کی بہتر ترسیل کے لئے نت نئے طریقے اختیار کئے ہیں جنہیں زیادہ وسیع بنیادوں پر متعارف کیا جاسکتا ہے۔ عوامی آراء(Citizen Feedback) کا نظام پنجاب میں وسیع تر بنیادوں پر عالمی بینک کی مدد سے متعارف کیا جارہا ہے۔ حکومتی خدمات حاصل کرنے والے شہریوں سے فون یا ٹیکسٹ پیغام کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے کہ انہیں کسی دقت کا سامنا تو نہیں ہوا؟ اب تک ۸۰ لاکھ شہریوں سے رابطہ کیا جاچکا ہے۔ دس لاکھ سے زائد نے اپنے تجربے سے حکومت کو آگاہ کیا ہے، اور تین ہزار سے زائد تادیبی اقدامات کئے گئے ہیں۔ یہ تجربہ پاکستان کے دیگر علاقوں اور بیرون ملک بھی آزمایا جارہا ہے۔

اختتامیہ:- جرأت اور یکسوئی

آخر میں مجھے اعتراف کرنے دیجئے کہ جن امور پر میں نے گفتگو کی ہے وہ کوئی نئے نہیں، لہذا یہ سوال ضرور کیا جائے گا کہ **اس سلسلے میں زیادہ پیشرفت کیوں نہیں ہوئی؟** فیصلہ سازی میں بڑی تبدیلی کے لئے جرأت اور ثابت قدمی دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف سیاسی سوچ کے حامل حلقوں میں اتفاق رائے پیدا کرنا پڑتا ہے، اور ایک طویل مدت تک چند ترجیحی امور پر یکسوئی سے کام کرنا پڑتا ہے۔

معاشی مواقع کھونے سے بڑا اور کوئی خطرہ نہیں۔ لوگوں کو اس امید اور اعتماد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ کی طرح خوشحال ہوسکتے ہیں، انہیں اس احساس کی ضرورت ہے کہ وہ عالمی معاشرت میں شمولیت سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ انہیں اپنے ملک کی معیشت اور عمرانی معاہدہ میں حصہ داری کی ضرورت ہے۔

یہ پاکستان کے لئے آگے بڑھنے کا وقت ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ٹائم بم کی ٹِک ٹِک بلند ہوتی جارہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ پاکستان کی پیداواری صلاحیت کو بڑھائے گی یا گھٹائے گی۔ اور کیا ہم آہنگی اور برداشت کو فروغ ملے گا؟

ہر روز اخبارات بڑی طاقتوں کے درمیان تجارت، توانائی اور سرمایہ کاری کے فروغ کے معاہدوں کی خبروں سے

بھرے ہوتے ہیں، پاکستان کو انتخاب کرنا ہے کہ وہ ان معاہدوں میں شرکت کے ذریعہ اپنی شراکت داریوں کو مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ یا پھر پیچھے رہ جانا چاہتا ہے۔

پاکستان پُرعزم انداز میں اپنے محلِ وقوع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اپنی معیشت میں تنوع پیدا کر سکتا ہے۔ جوانوں اور خواتین کی قوت کو استعمال کر سکتا ہے، اور آبادی کے ٹائم بم کو ناکارہ بنا سکتا ہے۔
جیسا کہ قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا: ایمان، تنظیم اور فرائض کی بے لوث انجام دہی کے ذریعہ کوئی خاطر خواہ کام ناممکن نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب ان کے اس قول سے اب بھی متفق ہیں۔

شکریہ